روزنامہ
الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
(ایڈیٹر): نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۲۴/۳۹ | سوموار ۲ صفر ۱۴۱۰ ھج، ۴ تبوک ۱۳۶۸ ہش، ۴ ستمبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۰۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یاد رکھو کہ عقل رُوح کی صفائی سے پیدا ہوتی ہے۔ جس قدر انسان رُوح کی صفائی کرتا ہے اسی قدر عقل میں تیزی پیدا ہوتی ہے اور فرشتہ سامنے کھڑا ہو کر اس کی مدد کرتا ہے۔ مگر فاسقانہ زندگی والے کے دماغ میں روشنی نہیں آ سکتی۔

تقوٰی اختیار کرو کہ خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو۔ صادق کے ساتھ رہو کہ تقوٰی کی حقیقت تم پر کھُلے اور تمہیں توفیق ملے۔ یہی ہمارا منشاء ہے اور اسی کو ہم دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم صـ ۴۴۸)

جشنِ تشکر کے ہر دورہ کو اللہ تعالیٰ نے چمکتا ہوا نشان بنا دیا

خدا کے فضلوں کی بارش اتنی تھی کہ بیان سے بھی باہر ہے

ایڈیٹر الفضل کے نام سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مکتوب گرامی

سیدنا و امامنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایڈیٹر الفضل کے نام جو تازہ مکتوب گرامی ارسال فرمایا ہے اسمیں صد سالہ احمدیہ جشنِ تشکر کے ضمن میں اپنے عالمی دورہ جات کا نہایت روح پرور انداز میں ذکر فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ کا مکتوبِ گرامی قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش ہے۔

آپکا خط محررہ ۶/۸/۸۹ موصول ہوا۔ ......، خدا تعالیٰ نے جشنِ تشکر کے دوروں کو غیر معمولی برکت بخشی اور ہر جگہ کے دورہ کو ایک چمکتا ہوا نشان بنا دیا رُوح القدس کی تائید و نصرت سے دل و جان حمدِ باری تعالیٰ سے بھر گئے۔ جلسہ سالانہ یو۔کے کے بابرکت موقعہ پر انکے اظہار کا موقعہ ملا لیکن خدا کے فضلوں کی بارش اتنی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے جماعت کی عزت کو بڑھانے پر مامور ہیں۔ مباہلہ کی برکت ہے کہ عزت جماعت کی پہچان بن چکی ہے۔ بدنصیب ہے دشمن جس کو عزت اور ذلت میں فرق کی پہچان بھی نہیں رہی۔ اللہ اسے عقل دے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو الفضل کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق دے اور بے حساب رحمتوں اور برکتوں سے نوازے۔

والسلام خاکسار
(دستخط) مرزا طاہر احمد (امام جماعت احمدیہ)
لندن - ۲۰/۸/۸۹

اخبار احمدیہ

سیدنا و امامنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیریت ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب آقا کو اپنی حفظ و امان میں رکھے، بے انتہا فضلوں سے نوازے اور صد سالہ جشنِ تشکر کے سال کو نہ ختم ہونے والی خوشیوں کا سال بنا دے۔

سانحہ ارتحال

مکرم محمد خالد صاحب گورایا پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی کی اہلیہ اور مکرم و محترم پروفیسر عبدالرشید صاحب غنی کی ہمشیرہ محترمہ عائشہ صدیقہ گورایا صاحبہ مورخہ ۲۸ اگست بروز سوموار بوقت چار بجے صبح انتقال فرما گئیں۔ آپ ایک عرصہ سے بیمار تھیں اور دورانِ بیماری آپ نے بہت صبر اور ہمت کا مظاہرہ کیا۔

موصوفہ نہایت ہمدرد، غمگسار، خادمِ دین، صابر و شاکر، متوکل، خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق رکھنے والی دعا گو مستجاب الدعوات خاتون تھیں۔

موصوفہ نصرت جہاں سکیم کے تحت اپنے خاوند کے ہمراہ فروری ۱۹۷۲ء میں نائیجیریا تشریف لے گئیں۔ ان کا رشتہ خود قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر نے تجویز فرمایا، نکاح بھی پڑھایا اور رخصتانہ میں شمولیت کی اور اپنی دعاؤں سے رخصت کیا۔

نائیجیریا میں اپنے ۱۶ سالہ قیام کے دوران مختلف اوقات میں مختلف جماعتی عہدوں پر لجنہ اماء اللہ کا کام کرتی رہیں، بہت ہی نیک سلسلہ عالیہ احمدیہ سے خاص تعلق رکھنے والی اور چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ اور مربیان کی مہمان نوازی میں عجیب لطف محسوس کیا کرتی تھیں۔

موصوفہ موصیہ تھیں۔ ان کی نمازِ جنازہ مکرم سعید احمد صاحب انصاری نے بیت المبارک میں ۲۸ اگست کو بعد نماز عصر پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں قبر تیار ہونے پر مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب امیر مقامی و ناظرِ اعلیٰ نے دعا کروائی۔

موصوفہ نے اپنی یادگار کے طور پر دو بچے چھوڑے ہیں۔ بیٹا عزیزم عطاء الرحمٰن احمد گورایا تعلیم الاسلام کالج میں ایف ایس سی کا طالب علم ہے اور بیٹی عزیزہ عطیۃ الودود گورایا

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی ربوہ۔ قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۴ تبوک ۱۳۶۸ ہش ۴ ستمبر ۱۹۸۹ء

اپنی مدد آپ

ہم نے افریقہ میں دیکھا کہ طالبعلم رات کے وقت سڑک پر بجلی کے کھمبے کے پاس کھڑے مطالعہ کر رہے ہیں۔ یہ ان کے شوقِ مطالعہ کی دلیل ہے۔ اور پھر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ چھوٹے شہروں کے جو طالب علم بڑے شہروں میں جا کر تعلیم حاصل کرتے ہیں وہ اپنے شہر کے طالبعلموں کو اکٹھا کر کے ایک سوسائٹی بنا لیتے ہیں اور عام طور پر انہیں دھرتی کے فرزند کہہ کر اپنائیت کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ سوسائٹیاں باقاعدہ اجلاس کرتی ہیں، اپنے معاملات زیرِ بحث لاتی ہیں ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں اور یوں اپنے چھوٹے سے شہر کا نام روشن کرتی ہیں بعض قصبوں والے تو سارے مل جل کر اپنے بچوں کی تعلیم کا انتظام کرتے ہیں۔ سب لوگ مل کر خرچ برداشت کرتے ہیں۔ ایک الوداعی پارٹی میں ہم نے دیکھا کہ اٹھارہ نوجوان اعلیٰ تعلیم کے لئے بیرونِ ملک جا رہے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو خود اخراجات برداشت کر سکتا ہو، یہ سب کے سب اجتماعی کوشش سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے جا رہے تھے۔ سب کا خیال تھا اور کتنا درست خیال تھا۔ کہ وہ واپس آئیں گے تو سب اُنکی تعلیم پر فخر کر سکیں گے اور وہ دوسروں کی اسی طرح مدد کر سکیں گے جس طرح ان کی مدد کی گئی۔

اس کے علاوہ ہم نے دیکھا کہ لوگ گاؤں اور قصبوں کے اندر اور ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں تک اور ایک قصبے سے دوسرے قصبہ تک سڑکیں بھی خود ہی مل جل کر بنا لیتے ہیں۔ اگر کسی گھر کی نالی باہر پانی پھیلا رہی ہو اور راہ چلنے والوں کی دقت کا سامان بن جائے تو وہ خود۔ دو تین افراد مل کر۔ اس نالی کو ٹھیک کر دیتے ہیں۔

یہ باتیں ہیں ان ملکوں کی جنہیں پسماندہ کہا جا سکتا ہے۔ ٹھیک ہے ملک تو وہ پسماندہ ہیں لیکن وہاں کے لوگ روشن دماغ ہیں۔ انسانی ضروریات کو سمجھتے ہیں اور ان کے پورا کرنے کے طریقے بھی جانتے ہیں۔ اور اگر دنیا ان کا مطالعہ کرے تو وہ دنیا کو بہت کچھ سکھا سکتے ہیں۔ کیا ہم بھی ان سے سیکھنے کی کوشش کریں گے۔

آپس میں اگر لڑتے جھگڑتے ہی گزاری
اور شدّت جذبات بنی تیز کٹاری
پھر غیر تو کیا ہم بھی سلامت نہ رہینگے
کیا جانئے فرمان یہاں کس کا ہو جاری

(ابوالاقبال)

دنیا دانہ و دام تمام

کیسے ممکن ہے لوٹ آئیں اس در سے ناکام تمام
آؤ مچا دیں عرشِ بریں پر مل کر اک کہرام تمام

اپنی مینا، اپنی مے اور اپنا جام حجازی ہے
سچّی بات ہے بس اتنی سی باقی ہے الزام تمام

ہم تو دعائیں ہی دیں گے دشنام طرازوں کو ہر دم
اِنّی مُہِینٌ میں مضمر ہے دشمن کا انجام تمام

ہم تو اتنا جانتے ہیں، اسلام ہے دین محبّت کا
کیسا مسلماں ہے وہ جسکی سوچ ہے خوں آشام تمام

کتنی اونچی شان تھی اُسکی جس پہ نبوّت ختم ہوئی
بخت بلند ہے کتنا اُنکا جن پہ ہوا انعام تمام

غور کریں تو ضربِ کلیم اللّٰہی ایک بہانہ تھا
فرعونیت ہی کرتی ہے فرعونوں کا کام تمام

نُورِ فلک جب تک نہیں ملتا دیدۂ بینا ہے بیکار
مِٹتے ہیں تو مِٹتے ہیں الہام سے ہی اوہام تمام

ہم مسکین ہوئے ہیں مالا مال یقیں کی دولت سے
بات نکھر کر سامنے آئی دُور ہوئے اِبہام تمام

ہم ناہیدؔ آزاد فضاؤں میں پرواز کے عادی ہیں
ہم بیزار ہیں اس دنیا سے، دنیا دانہ و دام تمام

عبد المنان ناہیدؔ

مسعود احمد صاحب دہلوی

قسط ۲۳ آخری

خبر کی تخلیق اور اس کے مختلف مراحل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیسری مثال

اور حال ہی کا ایک واقعہ اور اس کے متعلق اخبارات میں شائع شدہ خبر تو آپ سب کو ہی یاد ہوگی۔ یہ واقعہ پاکستان کے نامور سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کو ہاپکنس پرائز ملنے سے تعلق رکھتا ہے۔ شائد آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کیونکہ یہ بات اخبارات میں نہیں آئی۔ کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کو اس انعام کے صرف اسی پونڈ یعنی ایک ہزار سے کچھ ہی زائد رقم ملی تھی۔ بات اتنی تھی کہ گذشتہ سال دسمبر میں کیمبرج یونیورسٹی کی مجلس فلسفہ نے یہ رقم ڈاکٹر سلام کو بطور انعام دینے کا فیصلہ کیا۔ ڈان کے نامہ نگار مقیم انگلستان مسٹر نسیم احمد کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو ان کے ذہن نے اس طور پر اس واقعہ کو خبر کی شکل میں ڈھالا کہ پاکستان کی اخباری دنیا میں ایک تہلکہ سا مچ گیا۔ اور ہفتہ عشرہ تک یہاں اخباروں میں اس واقعہ پر تبصرہ ہوتا رہا۔ اور نہ جانے قارئین کے کالم میں اس کے متعلق کتنے ہی خطوط شائع ہوئے۔ رپورٹر جانتا تھا کہ ایک ہزار روپے کا انعام سلام جیسی شہرہ آفاق شخصیت کیلئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ان کی گراں پایہ تحقیقات اس حد تک شرف قبول حاصل کر چکی ہیں۔ کہ صدر پاکستان نے انہیں سب سے بڑے علمی اعزاز کا مستحق گردانا اور صدر کے سائنسی ایوارڈ کے طور پر پچیس ۲۵ ہزار روپے کا انعام ان کی خدمت میں پیش کیا۔ پھر یہ ڈاکٹر سلام ہی کی تحقیقات سے استفادہ کا نتیجہ تھا۔ کہ دو امریکی سائنس دانوں کو گذشتہ سال نوبل پرائز ملا۔ اس لئے رپورٹر نے واقعہ کے اس حصہ کو بالکل حذف کر دیا۔ کہ ڈاکٹر صاحب کو ۸۰ پونڈ کی رقم بطور انعام ملی ہے اس میں سے خبر پیدا کرنے کے لئے اس نے یہ معلوم کیا کہ یہ انعام اس سے قبل کن کن لوگوں کو مل چکا ہے۔

اس تفصیل کا معلوم ہونا تھا۔ کہ یکدم اس کے ذہن میں ایک نہائت عمدہ خبر کا ڈھانچہ تیار ہوگیا۔ اس واقعہ میں سے اس نے جو خبر بنائی اس کا متن ملاحظہ ہو۔

"لنڈن ۸ دسمبر جوہری توانائی کے نامور پاکستانی سائنسدان پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کو جو لنڈن یونیورسٹی میں شعبہ ریاضیات کے صدر ہیں "ہاپکنس پرائز" کا مستحق گردانا گیا ہے۔ یہ انعام کیمبرج یونیورسٹی میں اول اول ۱۸۲۷ء میں شروع ہوا تھا۔ اور سب سے پہلے سر جی، جی سٹوکس جیسی نامور شخصیت کو ملا تھا۔ قریب زمانے میں جن لوگوں کو یہ انعام پیش کیا گیا۔ ان میں پروفیسر سی ایف پاول اور سر جان کا کرافٹ شامل ہیں۔ ان میں موخر الذکر کی ناموری کا تو یہ عالم ہے کہ انہیں برطانیہ میں وسیع پیمانے پر جوہری توانائی کی ترقی کا علمبردار تصور کیا جاتا ہے۔ یہ انعام کیمبرج یونیورسٹی کی مجلس فلسفہ ریاضیات کی تجرباتی سائنس یا ریاضیاتی طبیعات کے میدان میں بہترین مقالہ پیش کرنے یا کوئی نئی دریافت یا نئی ایجاد کرنے پر دیا جاتا ہے پروفیسر سلام سب سے چھوٹی عمر کے وہ نامور پروفیسر ہیں۔ کہ جنہیں برطانوی یونیورسٹی کے شعبہ علم میں صدارت کے منصب جلیل پر فائز ہونے کا خصوصی اعزاز حاصل ہے۔ گذشتہ سال آپکو سائنس کے میدان میں گراں قدر تحقیق کی بناء پر عالمی پیمانے پر خراج تحسین و خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ آپ کی یہ گراں قدر تحقیق ہی تھی۔ کہ جو دو امریکی سائنس دانوں کو "نوبل پرائز" دلانے کا موجب بنی۔ نوبل پرائز حاصل کرنے والے ان دونوں سائنسدانوں نے اپنے مقالے میں پروفیسر سلام کے کارہائے نمایاں کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی عظیم تخلیقی صلاحیتوں کو بہت سراہا۔ اب آپ کو جرمنی اور سوئٹزرلینڈ میں لیکچر دینے کے لئے مدعو کیا گیا ہے۔ زمانے کی یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ پروفیسر سلام جیسے نامور سائنس دان کو جنہیں صدر پاکستان کا سائنسی ایوارڈ پیش کیا گیا تھا اطراف و جوانب عالم میں لیکچر دینے کے لئے مدعو کیا جاتا ہے۔ لیکن ان کے اپنے وطن میں انہیں اس غرض سے کبھی مدعو نہیں کیا گیا۔"

آپ نے دیکھا سادی خبر میں اس امر کا نام و نشان بھی نہیں ہے کہ انعام کے طور پر ڈاکٹر سلام کو کتنی رقم ملی۔ چونکہ واقعہ کا یہ حصہ خبر کی اہمیت کو گرانے والا تھا۔ اس لئے رپورٹر نے اسے یکسر حذف کر دیا۔ برخلاف اس کے کہ ماضی میں برطانیہ کے نامور ترین سائنسدان اس انعام کے مستحق قرار پا چکے ہیں خبر کی اہمیت کو بڑھانے والی تھی۔ لہٰذا اس نے اسے فوراً اچک لیا۔ اور اسی بات پر خبر کی بنیاد اٹھائی اگر تحقیقات کے نتیجہ میں اسے معلوم ہوتا کہ اب تک یونیورسٹی کے مبتدی سکالروں ہی کو یہ انعام ملتا رہا ہے تو بہت ممکن تھا کہ وہ سرے سے اس واقعہ کو کوئی اہمیت ہی نہ دیتا۔ اور پاکستان کے اخباروں میں اس واقعہ سے متعلق کوئی خبر شائع نہ ہوتی۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ رپورٹر نے انعام کی رقم ظاہر کئے بغیر اس انعام کی اہمیت اچھی طرح واضح کرنے اور پھر ڈاکٹر سلام کی بلند پایہ علمی حیثیت کی طرف اشارہ کرنے پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ واقعات کی ستم ظریفی پر بھی حقیقت کے رنگ میں ایک فقرہ چست کر کے پاکستان کے نامور اخباروں کو ڈاکٹر سلام کے متعلق ایڈیٹوریل مضامین لکھنے پر مجبور کر دیا شائد ہی پاکستان کا کوئی با اثر اخبار ایسا ہو کہ جس نے اپنے ایڈیٹوریل کالموں میں اس بات پر افسوس ظاہر نہ کیا ہو۔ کہ قوم نے ڈاکٹر سلام کی وہ قدر نہیں کی۔ جو فی الحقیقت کرنی چاہئے تھی۔ بعض اخباروں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ اس نادر روزگار وجود کو پاکستان واپس بلا کر اس کی خداداد صلاحیتوں سے استفادہ کیا جائے۔ پھر اس بارے میں مسلسل خطوط شائع ہوتے رہے۔ کہ آیا پروفیسر سلام کا مغربی ملکوں میں رہ کر اپنی ریسرچ کو آگے بڑھانا۔ اور اس طرح ملک کا نام روشن کرنا بہتر ہے۔ یا اپنے وطن واپس آکر یہاں خدمات بجا لانا زیادہ مفید ہے۔ حتیٰ کہ پاکستان سائنس کانگریس کے منتظمین اس بات پر مجبور ہو گئے کہ وہ ڈاکٹر سلام کو مختصر دورے پر پاکستان آنے اور کانگریس کے سالانہ اجلاس میں شریک ہونے کی دعوت دیں۔ چنانچہ ابھی حال ہی میں وہ آئے اور انہوں نے کانگریس کے مندوبین کو اپنے تخلیقی مقالوں اور لیکچروں سے مستفید فرمایا۔

اس ضمن میں یہ بات خالی از دلچسپی نہ ہوگی کہ شائد یہ بات پردہ راز میں ہی رہتی کہ ہاپکنس پرائز کتنی ایک خطیر رقم پر مشتمل ہے۔ لیکن ہوا یہ کہ پاکستان میں جب ایک صاحب کو انگلستان سے آمدہ ایک خط کے ذریعہ ڈاکٹر سلام کے اس نئے اعزاز کا علم ہوا تو انہوں نے باقاعدہ اس خط کے حوالہ سے الفضل کو لکھا کہ ڈاکٹر سلام کو کیمبرج یونیورسٹی کی مجلس فلسفہ نے ۸۰ پونڈ بطور انعام دیئے ہیں۔ یہ انعام "ہاپکنس پرائز" کہلاتا ہے۔ اس خبر کو الفضل میں شائع کر دیا جائے جو کچھ ان صاحب نے اپنے خط میں لکھا وہ واقعہ تھا۔ اور ڈان کے نامہ نگار کے ذہن نے اس سے جو چیز پیدا کی وہ خبر ہے۔ دونوں کا فرق واضح ہے۔ اس پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

چوتھی مثال

اسی طرح ایک انتہائی معمولی واقعہ سنئے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھئے اخبار نویس نے ملکی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس میں سے کیسی اعلیٰ درجہ کی خبر پیدا کی - بات اتنی تھی کہ ۱۰ مارچ ۱۹۵۹ء کو کراچی میں ننھے خاں نامی ایک بوڑھا فقیر گھر بار نہ ہونے کی وجہ سے سڑک کے کنارے بقضائے الٰہی فوت ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ فقیر تو فقیر اچھے کھاتے پیتے اور مرفع الحال لوگ بھی آناً فاناً اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ تو ان کی وفات کی کبھی اخبار میں خبر شائع نہیں ہوتی۔ خبر شائع ہوتی ہے تو صرف ان لوگوں کی جنہیں سوسائٹی میں کوئی خاص مقام یا اہمیت حاصل ہو۔ اب دیکھئے ایک اخبار نویس اس نادار فقیر کی موت کے واقعہ کو نئے حالات کی روشنی میں دیکھتا ہے۔ اور اس سے ایسی اعلیٰ درجہ کی خبر بناتا ہے کہ وہ ۱۲ مارچ ۱۹۵۹ء کے پاکستان ٹائمز میں نہایت نمایاں طور پر شائع ہوتی ہے۔ جب بھی کوئی فقیر مرتا ہے تو اس کی گدڑی میں سے کچھ نہ کچھ رقم ضرور برآمد ہوتی ہے۔ اور بالعموم کوئی وارث موجود نہ ہونے کی صورت میں وہ سرکاری خزانے میں جمع کرا دی جاتی ہے۔ یا آس پاس کے لوگ کسی نیک کام میں اسے خرچ کر دیتے ہیں۔ ننھے خاں کی گدڑی میں سے بھی دو صد روپے کی رقم برآمد ہوئی تھی۔ جسے پولیس نے سرکاری خزانے میں جمع کرا دیا تھا۔ رپورٹر سوچتا ہے کہ آج کل لوگ دھڑا دھڑ قومی خزانے میں سرکاری واجبات جمع کرا رہے ہیں۔ اور قومی خزانے میں روز افزوں اضافے سے متعلق خبریں لوگوں کی خاص توجہ اور دلچسپی کا باعث بنی ہوئی ہیں۔ چنانچہ وہ ننھے خاں کی وفات میں سے جو بظاہر اپنے اندر کوئی اہمیت نہیں رکھتی خبر پیدا کرتا ہے۔ اور بڑے سلیقہ سے اسے حسب ذیل الفاظ کا جامہ پہناتا ہے۔

قومی خزانے کو ایک نادار فقیر کا عطیہ

کراچی ۱۰ مارچ۔ ان دنوں قومی خزانے کی دولت کو بڑھانے میں اور تو اور نادار فقیر بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ آج ایک فقیر کے بعد از وفات عطیہ کی بدولت قومی خزانہ دو صد روپے کے قریب زیادہ ہو گیا۔ آج عیدگاہ کے علاقہ میں ننھے خاں نامی فقیر جس کی عمر ۶۰ سال تھی لب سڑک وفات پا گیا۔ پولیس نے اس کی نعش کو اپنے قبضہ میں لے کر شناخت اور ڈاکٹری معائنہ سے متعلق ضروری کارروائی مکمل کرنے کے بعد سپرد خاک کر دیا۔ تفتیش کے دوران اس کی گدڑی میں سے دو صد کے قریب روپے برآمد ہوئے کوئی وارث موجود نہ تھا اور نہ ننھے خاں نے مرتے وقت کوئی وصیت ہی کی تھی۔ اس لئے یہ رقم ایک نادار فقیر کے عطیہ کے طور پر قومی خزانے میں جمع کرا دی گئی۔

صاف ظاہر ہے کہ واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے بہت معمولی تھا۔ اور بظاہر اس قابل نہ تھا کہ کسی بلند پایہ اخبار میں جگہ پاتا۔ لیکن اخبار نویس نے اس میں سے ایک نادار فقیر کی وجہ سے قومی خزانے میں دو صد روپے کے اضافہ کا دیا ہوا عنصر اخذ کر کے اسے فی الحقیقت ایک مزیدار خبر میں تبدیل کر دیا۔

بیانات اور تقاریر

اسی طرح اخبار نویس جب کسی حاکم اعلیٰ یا فوجی لیڈر کی پریس کانفرنس میں جائے گا۔ تو جو بیان وہ حاکم اور لیڈر دے گا۔ وہ اس پر بھی کبھی اکتفاء نہیں کرے گا۔ بلکہ جرح و قدح کے رنگ میں سوالات پوچھ کر اس سے وہ کچھ کہلوانے کی کوشش کرے گا۔ جس پر اس نے بعض کمزور پہلوؤں کو چھپانے کی غرض سے روشنی نہیں ڈالی۔ اس کی کوشش یہ ہو گی۔ کہ زیر بحث مسئلہ کے جن پہلوؤں میں عوام دلچسپی لے سکتے ہیں۔ یا یہ کہ انہیں دلچسپی لینی چاہیئے ان کی زیادہ سے زیادہ وضاحت حاصل کرے۔ پس واقعہ کسی طرح کسی لیڈر یا حاکم کا بیان بھی اپنی ظاہری شکل میں خبر نہیں ہوتا بلکہ اخبار نویس کو اس میں سے خبر خود نکالنی پڑتی ہے۔ یہی حال تقاریر کا ہے۔ ہر تقریر اور اس پر سوال و جواب کا سلسلہ خبر نہیں ہوتا۔ بلکہ خبر اس میں بکھری ہوئی ہوتی ہے۔ اخبار نویس کو خبر کے ان بکھرے ہوئے اجزاء کو تاڑ کر انہیں سمیٹنا پڑتا ہے اور سمیٹ کر انہیں خبر کی شکل دینی پڑتی ہے اور مقرر کے الفاظ سے بے نیاز ہو کر تقریر کی روح کو عام فہم اور مختصر الفاظ کے سانچوں میں اس طرح ڈھالنا پڑتا ہے۔ کہ بیان کردہ مفہوم میں سر مو فرق نہ آنے پائے۔

حرف آخر

یہ چند مثالیں جو اوپر بیان کی گئی ہیں۔ اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے کافی ہیں۔ کہ کوئی واقعہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اور اسی طرح کوئی تقریر یا بیان اپنی ذات میں خبر نہیں کہلاتا۔ بلکہ اخبار نویس کو اس میں سے خبر پیدا کرنی پڑتی ہے کہ واقعہ کی اصلیت اور حقیقت ذرا بھر بھی نہ بدلے۔ یہی چیز صحافت کی اصطلاح میں نئی تخلیق سے تعبیر کی جاتی ہے۔ ساتھ ہی ان مثالوں سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اخبار نویسی کے لئے محض لکھنے کا ایک مخصوص انداز ہی کافی نہیں ہے بلکہ مخصوص لائنوں پر ذہن کی تربیت بھی ضروری ہے تاکہ ذہن میں خدا تعالیٰ کی ودیعت کردہ تخلیقی صلاحیت کو بروئے کار لانے کا ملکہ پیدا ہو سکے۔ اس کے بغیر صحیح صحافتی شعور سے بہرہ یاب ہونا ممکن نہیں ہے۔ اس لحاظ سے صحافت کا فن ذہن کی تخلیقی صلاحیت کو ایک خاص نہج پر لانے اور ایک مخصوص انداز تحریر کو اپنانے کے ساتھ عبارت ہے۔ ان دونوں صلاحیتوں کے باہمی امتزاج سے انسان کامیاب اخبار نویس بنتا ہے محض انداز تحریر کو اپنانے سے نہیں۔ اخبار نویس محض انشا پرداز نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک ایسا انشا پرداز ہوتا ہے۔ کہ جو بال کی کھال اتار کر واقعات کو نئی شکل دینے اور انہیں نہایت اختصار کے ساتھ کمال درجہ تخلیق انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جہاں وہ حقائق کا دلدادہ ہوتا ہے۔ وہاں غیر ضروری تفاصیل لایعنی تکرار اکتا دینے والی پیچیدگیوں اور الجھنوں سے اسکی عداوت ضرب المثل کا درجہ رکھتی ہے۔ وہ ان چیزوں کو بیک نظر تفرس پہچان کر اس طرح دور کر کے رکھ دیتا ہے کہ جس طرح ظلمت نور سے بھاگتی ہے۔ اس طرح حقائق کے جو موتی رہ جاتے ہیں انہیں وہ چن لیتا ہے اور ان کی قدر و قیمت کے مطابق انہیں ایک خاص ترتیب سے لڑی میں پرونے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کاوش کے نتیجہ میں وہی موتی جو پہلے لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں۔ انہیں ایک خوشنما ہار کی شکل میں نظر آنے لگتے ہیں۔ اسی کا نام صحافت ہے۔ اور یہی وہ امتیازی خصوصیت ہے۔ جو اسے ادب کی دوسری اصناف سے ممتاز کرتی ہے ⁂

"اِک دن واپس آئیں گے جو لے محفل کا نور گئے"

وہ جو میرے سکھ کے ساتھی دکھ میں میرے ہمدم تھے
لوگوں نے اُن کو بھی ستایا ہو کے وہ مجبور گئے

ایک وطن سے دور مسافر جس پیارے کا پیارا ہے
اس پیارے کی خاطر ہی ہم اُس سے ہو مہجور گئے

ان کے سلام تو نت آتے ہی رہتے ہیں گو اپنے نام
اُنکی حالت ان سے پوچھو جنکے ساجن دور گئے

انکی یادیں سرمایہ ہیں بے بس خاک کے پتلے کا
جنکے ہجر میں رو رو کر دیوانے ہو مشہور گئے

پیارے آقا آپکا اک ادنیٰ سا خادم عرض کرے
آن ملیں اب دیر ہوئی ہے آپکو ہم سے دور گئے

راہ فرشتے صاف کریں گے اک دن میرے آقا کی
اِک دن واپس آئیں گے جو لے محفل کا نور گئے

یارب تو ہے سننے والا سُن لے اب فریاد مری
مِلے نسیمؔ بھی اُن سے جو نظروں سے ہو مستور گئے

محمد افتخار احمد نسیم۔ ربوہ

دعا کرنا مرنا ہوتا ہے
(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۴۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات

نون سین

جنوبی افریقہ

جنوبی افریقہ میں ۶ ستمبر کو انتخابات ہو رہے ہیں۔ اگرچہ یہاں کی سیاہ فام آبادی ۲ کروڑ ۶۰ لاکھ ہے لیکن انہیں انتخاب میں حق رائے دہی نہیں دیا گیا۔ صرف سفید لوگ اور ایشیائی اور جنہیں رنگ دار کہا جاتا ہے وہی اس انتخاب میں حصہ لیں گے۔ سفید لوگوں کی تعداد ۵ لاکھ ہے۔

ایشیائی لوگ ۹ لاکھ ۱۳ ہزار ہیں اور رنگ دار لوگ ۳۰ لاکھ۔ ۳ مخالف گروپوں نے اتحاد کرکے ایک پارٹی تشکیل دی ہے جسکا نام ہے (MASS) میس ڈیموکریٹک موومنٹ۔ اور جو نسلی امتیاز کے خلاف ہے اور جس طرح انتخاب ہو رہے ہیں۔ اس کو ناجائز تصور کرتے ہوئے ان کی تنسیخ پر زور دے رہے ہیں۔ عام طور پر انتخابی منشور میں تعلیم افراط زر بے روزگاری اور نوجوانوں کا منشیات کا عادی ہونا شامل کئے جاتے ہیں اور انہی باتوں پر عام لوگ گفتگو کرتے ہیں لیکن جو انتخاب ۶ ستمبر کو ہو رہے ان کے سلسلہ میں کوئی شخص ان باتوں کا ذکر نہیں کرتا۔ سب لوگ نسلی امتیاز کی بات کرتے ہیں امن کے نوبل انعام یافتہ آرچ بشپ ڈسمنڈ ٹوٹو نے کہا کہ ہم ایک دفعہ پھر ایک طرف کھڑے ہو کر دیکھیں گے کہ سفید فام جنوبی افریقہ کے لوگ ہماری قسمت کا کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ چونکہ سیاہ فام لوگوں کو حق رائے دہی نہیں دیا گیا اس لئے مخالف گروہوں نے ماس ڈیموکریٹک موومنٹ کے تحت اتحاد کر لیا ہے۔

یہ انتخاب سہ طرفی ہیں اس وقت برسر اقتدار نیشنل پارٹی ہے اور اس کی مخالف کنزرویٹو پارٹی، اور ایک درمیانہ خیالات رکھنے والی پارٹی جس کا نام ڈیموکریٹک پارٹی ہے۔ یہ تین پارٹیاں سفید فام لوگوں کے انتخاب لڑینگی۔ نیشنل پارٹی نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ایک حد تک نسلی امتیاز کی پالیسیوں میں اصلاح کریں گے اور سیاہ فام لوگوں کو حکومت میں ایک حد تک عمل دخل دیں گے لیکن مختلف نسلوں کے افراد کو الگ الگ رکھنے کی پالیسی پر سختی سے پابند رہیں گے خاص طور پر صحت تعلیم اور رہائش کے مسائل میں۔

ڈیموکریٹک پارٹی جو تین بائیں بازو کی پارٹیوں کو ملا کر بنی ہے نسلی امتیاز کی مخالفت کرتی ہے۔ اس کا وعدہ یہ ہے کہ وہ سیاہ فام لوگوں کو حق رائے دہی دے گی۔ کنزرویٹو پارٹی بہت زیادہ نسلی امتیاز کی پابندی کی قائل ہے یہ چاہتی ہے کہ ملک کو تقسیم کر دیا جائے اور سفید فام اور سیہ فام اور دوسرے لوگوں کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں الگ الگ کر دی جائیں تاکہ سب اپنی اپنی جگہ پر بغیر دوسروں میں دخل اندازی کئے اپنی حکومت چلا سکیں اس سکیم کے ماتحت سیہ فام لوگوں کو انکے اپنے علاقے میں بند کر دیا جائیگا یعنی وہ اس علاقے سے دوسرے علاقوں میں نہیں جاسکیں گے۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ اس وقت نسلی امتیاز کو برقرار رکھنے والوں کے خلاف بہت باتیں ہو رہی ہیں۔ ماس ڈیموکریٹک موومنٹ کے ایک رہنما نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ بہت لمبے عرصے تک اقلیت نے تمام معاملات کو کسی دلچسپی کا موجب نہیں بنایا۔ وہ ہمیشہ دوسروں کی قسمت کا خود فیصلہ کرتے رہے ہیں جن لوگوں کو ووٹ میں شامل نہیں کیا جاتا وہ اس دفعہ ایک ایسی مہم چلا رہے ہیں جس کے نتیجے میں یہ انتخاب رک سکتے ہیں یا کم از کم ملتوی ہو سکتے ہیں۔ انتخاب کے خلاف مہم کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ سیہ فام لوگ زبردستی ان ہسپتالوں میں علاج کروانا چاہتے ہیں جو صرف سفید لوگوں کے لئے مخصوص ہیں۔ جن تنظیموں کو حکومت نے ایک عرصے سے پابند کیا ہوا ہے وہ از خود یہ اعلان کر رہی ہیں کہ ہم کسی پابندی پر عمل کرنے کیلئے تیار نہیں۔ سفید فام لوگوں کی سیہ فام لوگوں کے متعلق جس ذہنیت نے انہیں ووٹ سے محروم کر رکھا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ وہ ڈرتے ہیں کہ اگر سیہ فام لوگ برسر اقتدار آگئے تو سفید فام لوگوں کو بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کرنے پڑے گا۔ گزشتہ ایام میں جب سابق صدر بوتھا سیہ فام قوم پرستوں کے لیڈر نیلسن منڈیلا سے ملے جو گزشتہ ۲۰، ۳۰ سال سے قید ہیں تو سفید فام لوگوں نے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ اب ان کی حکومت کا خاتمہ ہونے والا ہے۔ انتخابات کے سلسلے میں سفید فام لوگوں کو یہ بھی خطرہ ہے کہ اگر سیہ فام کو ملک کے ہر حصے میں رہائش رکھنے کی اجازت مل گئی تو وہ یقیناً ان علاقوں میں اگر رہنا پسند کریں گے۔ جو سفید فام لوگوں کیلئے مخصوص ہے۔ ڈیموکریٹک پارٹی اس قاعدے کو منسوخ کروانا چاہتی ہے۔ جب کہ کنزرویٹو پارٹی اس پر سختی سے عمل کروانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ نیشنل پارٹی جو حکومت کی پارٹی ہے ان کا منشور یہ وعدہ دیتا ہے کہ وہ ایک ایسا قانون پاس کروائیں گے جس سے بعض علاقے دوسرے لوگوں کے لئے بھی کھولے جاسکیں۔ ماس ڈیموکریٹک موومنٹ کے رہنما موروبے MOROBE کا کہنا ہے کہ یہ بات نہایت ذلت آمیز ہے کہ ایک بالغ شخص کو ووٹ دینے کے حق سے محروم کیا جائے اور اس سے بھی زیادہ ذلت کی بات یہ ہے کہ ووٹ دینے والے ووٹ نہ دینے والوں کے متعلق فیصلے کریں۔

ایمان کی فصل مرنے کے بعد کٹتی ہے

ارشادات حضرت فضل عمر

جب وہ صاحبِ ایمان ایک دفعہ دِین کو سچا سمجھ کر قبول کرتا ہے تو پھر خواہ اسے کتنی تکالیف آئیں خواہ اُس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں اُسے ہرگز کمزوری نہیں دکھانی چاہیئے اور دِین کے ساتھ اس طرح چمٹے رہنا چاہیئے جس طرح چیونٹا جسے پنجابی میں "کاڈھا" کہتے ہیں چمٹ جاتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں۔ مجھے اپنے بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے۔ میاں جان محمد صاحب کشمیری قادیان کی بیت اقصٰی کے امام ہوا کرتے تھے۔ ہمارے دادا صاحب نے انہیں مقرر کیا ہوا تھا، وہ ہمارے گھر کا کام کاج بھی کرتے تھے۔ ایک دن کوئی دوست مچھلی تحفہ کے طور پر لائے۔ ہماری ڈیوڑھی کے آگے ایک تخت پوش بچھا رہتا تھا۔ وہ اس پر بیٹھ کر مچھلی صاف کرنے لگے اور ہم چار پانچ بچے تماشہ دیکھنے کے لئے پاس بیٹھ گئے۔ میرے ہاتھ میں ایک پیڑہ تھا جو مَیں کھا رہا تھا۔ مچھلی کے خیال میں شائد میرا ہاتھ تخت پوش سے لگ گیا اور ایک چیونٹا پیڑے پر چڑھ گیا۔ مَیں جب اُسے کھانے لگا تو اس چیونٹے نے میرے ہونٹ پر کاٹ لیا۔ مَیں نے اسے بہتیرا کھینچا اور چھڑانے کی کوشش کی، مگر اس نے نہ چھوڑا۔ آخر میاں جان محمد صاحب نے اسے چھُری سے کاٹ دیا۔ یہی حال صاحبِ ایمان کا ہونا چاہیئے۔ یا تو وہ دِین کو اختیار ہی نہ کرے اور اگر کرے تو پھر اس کے ساتھ اس طرح چمٹ جائے جس طرح چیونٹا چمٹ جاتا ہے اور پھر چاہے اُسے کاٹ ڈالا جائے وہ دین چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہو۔ آخر ایمان کی فصل تو مَرنے کے بعد ہی کٹتی ہے، اگر وہ اِس جدوجہد میں مَر بھی جائے گا تو کیا ہو گا۔ صِرف اتنا ہی فرق پڑے گا کہ لوگوں کی فصل اگر مئی میں کٹتی ہے تو اُس کی فروری میں کٹ جائے گی اور اُس کے دانے پہلے اُس کے گھر آجائیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبد السمیع خان

پاکستان ۔ چند دلچسپ حقائق

● ایک تحقیق کے مطابق ½۶ کروڑ سال پہلے موجودہ پاکستان کا علاقہ سمندر پر مشتمل تھا۔

● پاکستان کی آبادی ۱۰ کروڑ سے بڑھ چکی ہے یہ آبادی کے لحاظ سے دنیا میں ۱۱واں بڑا ملک ہے اور اس میں ۱۲۶ افراد فی کلومیٹر کے لحاظ سے اضافہ ہو رہا ہے۔

● ملک میں ۱۲ سال تک کے بچوں کی تعداد ۳ کروڑ ۳۷ لاکھ ہے جن میں سے ۹۰ ہزار بچے پرائمری سکولوں میں اور ۱۵ ہزار بچے ہائی سکولوں میں جاتے ہیں۔

● پاکستان میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان پنجابی ہے۔ جو ۴۸٫۱۷ فیصد لوگ بولتے ہیں اردو بولنے والے ۷٫۶ فیصد ہیں۔

● آنکھوں کے امراض کے حوالے سے پاکستان ایشیاء بھر میں سرفہرست ہے یہاں روزانہ ۱۳۷ افراد اور سالانہ ۵۰ ہزار افراد بینائی سے محروم ہو جاتے ہیں۔

● پاکستان میں متعدد دریا اور ان گنت ندیاں ہیں جبکہ دنیا کے ۱۶ ملکوں میں کوئی دریا نہیں۔

● پاکستان کا سمندری ساحل ۹۰۰ کلومیٹر لمبا ہے۔ جبکہ دنیا میں ۱۷ ملک صرف خشکی میں واقع ہیں۔

● یہاں گندم کپاس گنا اور چاول پیدا ہوتا ہے جبکہ یہ فصلیں دنیا کے ۴۵ ممالک میں نہیں ہوتیں۔

● اس ملک کو خدا نے سوئی گیس کی نعمت سے نوازا ہے جبکہ ۷۷ ممالک اس سے محروم ہیں۔

● پاکستان ان ۱۷ ممالک میں سے ہے۔ جو بجلی ایٹمی توانائی سے بھی پیدا کرتے ہیں۔

● یہ تیسری دنیا کا واحد ملک ہے جہاں ٹیسٹ ٹیوب بے بی پیدا ہو چکا ہے۔

● رقبے کے لحاظ سے پاکستان دنیا میں ۳۳ ویں نمبر پر ہے۔

● دفاعی اخراجات کے لحاظ سے پاکستان دنیا میں چوتھے نمبر پر ہے یہ اپنی آمد کا ۳۴٪ دفاع پر خرچ کرتا ہے

● پاکستان میں جھنگ کے ٹیلے ۳۰۰۰ سال پرانے ہیں اور یہ ہڑپہ سے بھی پہلے کا زمانہ ہے۔

● پاکستان کے ۲۴۵ قبرستانوں اور چرچوں کے احاطوں میں ۱۶ ہزار برطانوی باشندے دفن ہیں۔

● دنیا کی واحد مسجد جس میں قدرتی ایئرکنڈیشننگ ہے ضلع دادو کے ایک غار کے اندر واقع ہے جو قدرتی طور پر گرمیوں میں ٹھنڈی اور سردیوں میں گرم ہو جاتی ہے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ غار میں ٹھنڈی اور گرم ہوائیں کہاں سے آتی ہیں۔ اس مسجد میں ۱۰۰ افراد عبادت کر سکتے ہیں۔

● ۸۷ء میں حیدر آباد میں ایک دکان کی تعمیر کے لئے کھدائی کے دوران ایک مزدور کو پیتل کا ایک بکس ملا جس میں ایک لاکھ روپے سے زائد مالیت کی چاندی موجود تھی۔ اگست ۸۹ء میں صادق آباد میں ایک بوسیدہ مکان کی تعمیر نو کے لئے کھدائی کے دوران چار کروڑ روپے مالیت کا سونا اور چاندی دریافت ہوئی۔

● پاکستان میں ۵۳٪ آبادی کو صاف پانی اور ۲۵٪ کو نکاسئ آب کی سہولت میسر ہے۔

● یہاں ۱۹۷۴ افراد کے لئے ایک ڈاکٹر ہے۔

● ملک میں موٹر گاڑیوں کی تعداد ساڑھے بائیس لاکھ تک پہنچ گئی ہے ان میں بسوں کی تعداد ۸۰۲۱۱ اور ٹرکوں کی تعداد ۹۰۱۹۵ ہے۔ گاڑیوں میں سالانہ ۸۰ ہزار کا اضافہ ہوتا ہے

● رواں صدی کے آخر تک ملکی فضائی مسافروں کی تعداد پونے دو کروڑ تک پہنچ جائے گی سب سے زیادہ دباؤ کراچی کے ہوائی اڈہ پر ہوتا ہے۔

● ملک میں غذائی پیداوار کا چالیس فیصد حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔

● گذشتہ سال وفاقی حکومت کے کل سکول ملازمین ۱۰۵۳۱۴۴ تھے۔ جن میں پی ایچ ڈی ۱۱۵ اور ایم اے ایم ایس سی ۲۷۲۶ تھے۔

● ۸۶ء میں پاکستان میں ½۷ لاکھ بچے اسہال کی بیماری سے ہلاک ہو گئے ۸۹ء میں یہ تعداد دس لاکھ تک پہنچنے کا امکان ہے۔

● ملک میں چالیس لاکھ افراد منشیات کے عادی ہیں جن میں زیادہ تعداد نوجوان نسل اور طلباء کی ہے۔

● پاکستان میں ۱۹۸۸ء میں پولیس میں درج کرائے جانے والے جرائم کی تعداد ۲،۶۴،۸۵۹ تھی جو ۱۹۷۹ء کے درج شدہ جرائم سے ۱،۴۰،۳۳۸ زیادہ ہیں۔ ۹ سالوں میں جرائم میں ۹۰٪ اضافہ ہوا۔

● کراچی میں گذشتہ ۹ سال میں فسادات سے ۱۶ ہزار افراد ہلاک ہوئے۔

● پاکستان میں ۶ سالوں میں ملک میں صرف تخریب کاری کی ۱۴۴۸ وارداتیں ہوئیں۔

● ۸۷ء میں پاکستان میں مجموعی طور پر ۵۷ ہزار سنگین وارداتیں ہوئیں۔

● ۸۷ء میں ضلع سرگودھا میں ایک شخص نے ایک فٹ زمین کے تنازعہ پر اپنے سگے بھائی اور اسکے دو بیٹوں کو کلہاڑیوں کے وار کر کے قتل کر دیا۔

● پاکستان میں ٹریفک حادثات کی تعداد ۱۹۸۵ء میں ۵۷۲۹ تھی۔ جو ۱۹۸۶ء میں ۶۱۱۶ اور ۸۷ء میں ۱۱ ہزار ہو گئی۔

● ۱۹۸۷ء کے حادثات میں ۵۲۵۱ افراد ہلاک ہوئے اور ۱۳۱۶۹ زخمی ہوئے۔

● پنجاب میں ۷۷ء سے لیکر ۸۶ء تک ۷۳۸ افراد کو پھانسی دی گئی۔

● لاہور میں ایک شخص ۴۰ سال تک بغیر کسی جرم کے جیل میں رہا اسکی ماں جیل میں تھی جب وہ ۱۹۴۸ء میں پیدا ہوا۔ اور ماں کے انتقال کے بعد بھی وہیں رکھا گیا اور ۱۹۸۸ء میں قیدیوں کی امداد کرنیوالی سوسائٹی کی کوششوں سے رہا کیا گیا۔

● ۸۴ء سے ستمبر ۸۸ء تک ۳۱۱۳ احمدیوں کو مذہب کی بناء پر مختلف مقدمات میں گرفتار کیا گیا۔

● کراچی میں روزانہ ۵ لاکھ خطوط اور پارسل تقسیم کئے جاتے ہیں۔

مرزا غالب

"منادی" دہلی ۲۸-۲۱ فروری ۱۹۳۶ء میں سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر کے یوم غالب پر دیئے گئے پیغام کا متن درج ہے۔ ہم اسے حضور کے تبرک کے طور پر اور غالب سے عقیدت کی بناء پر ذیل میں درج کرتے ہیں۔

حضور فرماتے ہیں:۔

"قادیان میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے آپ کا تار مجھے کل شام ملا۔ میں آپکا بہت شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے مرزا غالب کے متعلق اظہار رائے کا موقع عنایت کیا۔ غالب کا تو میں اپنے بچپن سے ہی مداح ہوں۔ غالب کی شاعری انسانی فطرت کی گہرائیوں کا ایک آئینہ ہے بغور مطالعہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ غالب کی شاعری انکی طبیعت و جذبات کا ایک مرقع ہے غالب اگرچہ جسمانی طور پر مر چکے ہیں لیکن حساس دلوں میں اب بھی موجود ہیں۔ غالب نے ہندوستانی شاعری کو فضولیات سے پاک کر کے ملک پر احسان عظیم کیا ہے۔ مرزا غالب نے شاعری کو قوم میں نئی روح پھونکنے کا ایک پر اثر ذریعہ بنا دیا بغیر اس کے کہ اس کی دلکشی اور لطافت میں کوئی فرق آئے ہر ہندوستانی کو خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان غالب اور ان کی شاعری پر بجا طور پر فخر کرنا چاہیئے۔"

(یہ تحریر ہمیں مکرم شیخ عبد الماجد صاحب لاہور نے فراہم کی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے)

کینہ اور بغض اور نخوت سے پاک ہو جاؤ۔ (اربعین ۴ ص ۱۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارِ احمدیہ

ولادت

• ــ مکرم محمد کریم صاحب عابد آف کراچی کو اللہ تعالیٰ نے ۷ جنوری ۸۹ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جو ملک محمد ابراہیم صاحب کا پوتا اور ملک سعید احمد صاحب کا نواسہ ہے۔ اس بچے کو ”تحریک وقفِ نو“ میں شامل کیا گیا ہے۔

• ــ مکرم ضیاء اللہ صاحب ظفر مربی سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے ۱۴۔اگست ۸۹ء کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ یہ بچہ بھی ”وقف نو“ کے تحت وقف کر دیا گیا ہے۔

• ــ مکرم کیپٹن بشیر احمد صاحب آف بہاولپور کو اللہ تعالیٰ نے ۴ جون ۸۹ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچے کا نام ”باسل احمد“ تجویز فرمایا ہے نومولود مکرم چوہدری غلام احمد صاحب سابق امیر ضلع بہاولپور کا پوتا اور مکرم ڈاکٹر مبارک احمد صاحب پروفیسر قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور کا نواسہ ہے حضور انور نے بچے کی ”وقف نو“ میں شمولیت کو منظور فرمایا ہے۔

• ــ محترمہ زینب حسن صاحبہ لاہور چھاؤنی سے لکھتی ہیں کہ ان کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ صاحبہ (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے) کی نواسی محترمہ عطیہ صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی عطا فرمائی ہے۔

• ــ مکرم طارق مسعود رضا صاحب کوئٹہ کو اللہ تعالیٰ نے ۹۔ اگست ۸۹ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم مسعود احمد خان صاحب آف شیخوپورہ کا پوتا ہے نام ”نعمان طارق“ تجویز ہوا ہے۔

• ــ مکرم محمد غضنفر صاحب چھٹہ انسپکٹر مال کو اللہ تعالیٰ نے دو جولائی کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کو پیدائش سے قبل ہی تحریک وقف نو کے تحت وقف کیا جا چکا ہے۔

• مکرم مبارک احمد صاحب (وکالت مال ثانی) کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۷۔اگست کو پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے ازراہِ شفقت نومولود کو فائز نوشیروان احمد کا نام عطا فرمایا ہے۔ عزیز تحریک وقفِ نو میں شامل ہے۔

نومولود مکرم مولوی غلام رسول صاحب سابق معلم اصلاح وارشاد کا پوتا اور مکرم ڈاکٹر محمد بخش صاحب رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پڑپوتا ہے اور مکرم چوہدری محمد اختر صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ کا نواسہ ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صحت و عافیت والی لمبی عمر عطا فرمائے اور دین کا خادم بنائے۔

درخواست دعا

مندرجہ ذیل احباب نے دعا کی درخواست کی ہے۔

• مکرم نصراللہ خان صاحب ناصر مربی سلسلہ کی بیٹی اسماء عفت بی ایس سی کا امتحان دے رہی ہیں۔ چھوٹی بیٹی خنساء رفعت نے ایف اے کا امتحان دیا ہوا ہے۔

• مکرم سلیم الدین احمد صاحب صدر محلہ دارالیمن غربی کی والدہ صاحبہ بنگلہ دیش میں سخت بیمار ہیں۔

• مکرم بشیر احمد صاحب (ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر) کے داماد مکرم حمید احمد صاحب کو دل کی تکلیف ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم محمد طفیل صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی ماموں زاد بہن مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم محمد سعید انور صاحب لمبی بیماری کے بعد مورخہ ۲۶۔اگست کو ربوہ میں وفات پا گئیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

کیا آپ اپنے بچوں کو الفضل پڑھنے کی ترغیب دیتے ہیں؟

یادِ رفتگان

محمد شفیع سلیم : ناظم انصاراللہ ضلع گجرات

محترم حافظ کرم الٰہی صاحب

محترم حافظ کرم الٰہی صاحب سابق استاد حافظ کلاس قادیان مورخہ ۱۴۔اگست ۱۹۸۹ء بعمر قریباً ۹۵ سال اپنے وطن گوٹریالہ ضلع گجرات وفات پا گئے۔ کل سہ پہر مکرم چوہدری محمد جمیل صاحب تبسم صدر جماعت گوٹریالہ نے ان کی وفات کی اطلاع دی تھی۔ چنانچہ جماعت کھاریاں سے ایک دیگن جماعت نصیرہ سے ایک گاڑی، جماعت ہاڑے، فتح پور۔ جھمبر سے احباب آج صبح آٹھ بجے گوٹریالہ پہنچ گئے تھے۔ مقامی جماعت مختصر سی ہے۔

نماز جنازہ میں جو قریباً دس بجے صبح مکرم محمد حسین صاحب شاہد مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ ستر احباب نے شرکت کی۔ محترم حافظ صاحب کی کوئی اولاد نہیں ہے اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کے پاس رہتے تھے۔ یہ لوگ ہم سے نہایت اخلاق سے پیش آئے خاصی تعداد میں غیر از جماعت دوست حاضر تھے۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کے درجات بلند فرمائے۔

خاکسار مجلس انصاراللہ کے دورہ پر ۴۔ستمبر ۱۹۸۸ء کو اور ۱۱ جولائی ۱۹۸۹ء کو گوٹریالہ گیا۔ حافظ صاحب سے ملاقات کی۔ حضور کی صحت اور بزرگان سلسلہ کے متعلق پوچھتے تھے۔ قادیان کے زمانہ کی باتیں بیان کیں۔ آپ نابینا تھے شنوائی بھی کمزور تھی پھر بھی ۱۱ جولائی ۱۹۸۹ء کو جبکہ خاکسار کے ہمراہ مکرم مرزا عبداللطیف صاحب ایم۔اے نائب ناظم ضلع اور مکرم ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب آف بوسگوال بھی گوٹریالہ تشریف لے گئے تھے۔ کافی دیر حافظ صاحب سلسلہ کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ خاکسار آپ کو قادیان کے زمانہ تعلیم سے ۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء آپ کو جانتا تھا۔ ایک بار ماہ رمضان میں آپ نے بیک وقت نماز فجر سے پہلے بیت المبارک قادیان اور بعد نماز عشاء بیت الاقصیٰ قادیان میں نماز تراویح پڑھائی تھی۔ تقسیم ملک کے بعد آپ گنج مغل پورہ کی جماعت میں اور پھر گونیکی ضلع گجرات میں خدمات تدریس سرانجام دیتے رہے۔

اخیر عمر اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کے پاس مقیم رہے۔ جو ہر طرح آپ کی خدمت کرتے اور ہم لوگوں سے، جب ہم ملاقات کے لئے جاتے، وسیع القلبی سے پیش آتے اور ہر طرح آؤ بھگت کرتے۔ وہ بتلاتے ہیں جب احمدی دوست ملاقات کے لئے آتے تو حافظ صاحب کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگتا۔

احباب آپ کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں تو ان کے غیر احمدی ورثاء کی فلاح و بہبود کے لئے بھی دعا کریں۔

بقیہ ! سانحہ ارتحال

نصرت گرلز ہائی سکول میں نہم کی طالبہ ہے ــ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ان بچوں کی خود نگہداشت فرمائے اور اپنے فضلوں سے نوازے اور اپنی ماں کی طرح خادمِ دین اور نیک بنائے۔

احباب دعا کریں کہ مولا کریم موصوفہ کو جنت میں بلند مقام عطاء فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔

تفریق

میں سندھی ہوں، تو سندھی نہیں ہے۔
میں بنگالی ہوں تو بنگالی نہیں ہے۔
میں مسلمان ہوں تو مسلمان نہیں ہے۔
اس کو تفریق پیدا کرنا کہتے ہیں۔

حساب کا یہ قاعدہ بھی قدیم زمانے سے چلا آ رہا ہے۔ تفریق کا ایک مطلب ہے، منہا کرنا یعنی نکالنا ایک عدد کا دوسرے عدد کو۔ بعض عدد از خود نکل جاتے ہیں بعض کو زبردستی نکالنا پڑتا ہے۔ ڈنڈے مار کر نکالنا پڑتا ہے۔ فتوے دے کر نکالنا پڑتا ہے۔

(اردو کی آخری کتاب ابن انشاء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجاہدین دفتر اوّل کے ورثاء توجہ فرمائیں

ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں حسب ذیل مجاہدین کے کھاتہ جات بحال کروانے کے لئے ان کے ورثاء جلد از جلد توجہ فرمائیں۔

کھاتہ نمبر	نام مجاہد	نام جماعت ۱۹۵۳ء
۹۲۳	مکرم حضرت حکیم عبدالصمد صاحب انچولی	حلقہ جنوبی کراچی
۹۵۲	" قریشی رشید احمد صاحب قادیانی	رام سوامی کراچی
۹۶۵	" محمد حمید اللہ صاحب	گولی مار "
۹۶۶	" شیخ بہادر علی صاحب (پٹیالوی)	"
۹۶۸	" حاجی بقاء اللہ صاحب (بھوپالی)	"
۹۶۹	مکرمہ بیگم صاحبہ	"
۹۹۳	مکرم ملک محمد اشرف صاحب ہیڈ کلرک ایئر فورس	مالیر چھاؤنی "
۹۹۴	" والد صاحب	"
۹۹۵	مکرمہ اہلیہ صاحبہ	"
۱۰۰۷	مکرم سید غلام لیسین صاحب دہلوی	متفرق افراد "
۱۰۰۸	مکرمہ والدہ صاحبہ	"
۱۰۱۱	مکرم ڈاکٹر محمد علی صاحب افریقی	"
۱۰۱۲	مکرمہ نواب بیگم صاحبہ اہلیہ	"

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

ہفتہ تحریک جدید

یکم ستمبر تا ۷ ستمبر ۱۹۸۹ء

۱۹۳۴ء میں نامساعد اور مخالف حالات میں سیدنا حضرت فضل عمرؓ نے اکناف عالم میں اشاعتِ دینِ حق کی جو عظیم الشان مہم شروع فرمائی تھی پچپن سال گذرنے کے بعد آج یہ اپنے خوشکن نتائج اور شیریں ثمرات سمیت ہمارے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے ہماری ناچیز کوششوں کو نوازا اور ہماری حقیر قربانیوں کو شرف قبول بخشا۔ اس فضل و کرم پر ہم اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہماری طرف ہدیۂ تشکر کا متقاضی ہے اور ساتھ ہی یہ تقاضا بھی کرتا ہے۔ کہ ہم اس مہم کو اور آگے بڑھانے اور اس کے حلقہ اثر کو وسیع تر کرنے کیلئے ہمیشہ مقدور بھر قربانیاں کرتے چلے جائیں اور اپنے بعد آنے والی نسل کو بھی اس جدوجہد سے روشناس کرائیں۔

سال کے اختتام میں صرف ۲ ماہ کا عرصہ باقی ہے۔ مگر ابھی تک وصولی تدریجی لحاظ سے تسلی بخش نہیں۔ اندریں صورت یکم ستمبر تا ۷ ستمبر سے ہفتہ تحریک جدید منانے کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ امراء کرام صدر صاحبان اور سیکرٹریاں تحریک جدید سے درخواست ہے کہ وہ اس ہفتہ کے دوران اپنی پوری توجہ اور کوشش سے اپنے اپنے حلقہ کے ٹارگٹ پورے کروائیں اور چندہ تحریک جدید کی وصولی سو فیصدی کرنے کی سعی فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔

وکیل المال اوّل تحریک جدید

خبریں

● مغربی جرمنی سے شائع ہونے والے ایک جریدے نے جس کا بین الاقوامی خفیہ ایجنسیوں سے رابطہ ہے انکشاف کیا ہے کہ ڈرگ مافیا کے ہاتھوں وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کی زندگی کو فوری خطرہ لاحق ہے۔ اس جریدے نے یہ بھی لکھا ہے کہ جنرل اختر عبدالرحمٰن کے اسرائیلی خفیہ ایجنسی موساد سے روابط تھے وہ بھٹو خاندان کی جاسوسی کے عوض اسرائیلی ایجنسی کو فلسطین شام اور لیبیا کے بارے میں معلومات مہیا کرتے تھے۔

● سرحد کے سابق وزیر اعلیٰ اور موجودہ اسمبلی میں آزاد رکن سردار عنایت اللہ خان گنڈاپور نے اپنے قبیلے سمیت پیپلز پارٹی میں شمولیت کا اعلان کر دیا ہے۔

● ملک بھر کی مساجد میں نماز جمعہ کے بعد پی آئی اے کے گمشدہ فوکر طیارے کی بازیابی کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔

● پاکستان مسلم لیگ کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس کے فوراً بعد صدر مسلم لیگ مسٹر محمد خان جونیجو سیدھے ایوانِ صدر گئے اور صدر غلام اسحٰق خان سے ملاقات کی۔ اس اجلاس میں پارٹی رہنماؤں پر زور دیا گیا تھا کہ وہ مڈٹرم الیکشن کے مطالبہ پر زور دیں۔

● وفاقی دارالحکومت میں یہ افواہیں گشت کرتی رہیں کہ وفاقی وزیر مختار اعوان کی گرفتاری کے لئے اسلام آباد ایئرپورٹ پر پولیس نے چھاپہ مارا۔ اگرچہ اسلام آباد وفاقی حکومت کے حصے میں شامل ہے۔ لیکن پنجاب پولیس کے ذمہ دار افسران کسی بھی شخصیت کو گرفتار کر سکتے ہیں چاہے وہ وی آئی پی ہی کیوں نہ ہوں۔

● افغانستان کے صدر ڈاکٹر نجیب گذشتہ دنوں جب جلال آباد پہنچے تو شہر کے لوگوں نے ان کے خلاف مظاہرہ کیا۔

● ماہ رواں میں بجلی کی لوڈشیڈنگ ختم کر دی جائے گی یہ سلسلہ دسمبر میں دوبارہ شروع کر دیا جائے گا۔

● عورت کی حکمرانی کے خلاف متحدہ علماء کونسل کا تیسرا جلسہ ۸ ستمبر کو صادق شہید پارک کوئٹہ میں منعقد ہو گا۔

توجہ فرمائیے

بہترین حالت میں کم استعمال شدہ فریج، ڈیپ فریزر (ایئرکنڈیشنر، کلر ٹی وی نیشنل جاپان) روم کولر اور بیڈ وغیرہ برائے فروخت ہیں، فیملی بیرون ملک جا رہی ہے۔ اسکے علاوہ اگر آپ اپنا سامان فروخت کرنا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ فریج ماسٹر۔ اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

ہوائی سفر

بیرون ملک ہوائی سفر کے متعلق ہر قسم کی خدمات کیلئے ہم سے رابطہ فرمائیں۔

نوبل مین ٹریولرز
۴/۲۱، مین سوک سنٹر
نزد جی پی او
اسلام آباد
فون نمبر ۸۱۸۷۵۷

برائے فروخت

وڑائچ لائیوسٹاک فارم واقع چک ۱۱۱ جنوبی تحصیل و ضلع سرگودھا میں ۲۵ عدد خالص فریزین براہ راست آسٹریلیا سے درآمد شدہ اور ۱۵ عدد F1 کراس دہڑیاں اور گائیں برائے فروخت موجود ہیں۔

خواہشمند حضرات مورخہ ۱۵ اور ۱۶ ستمبر کو موقعہ پر حاضر ہو کر مطلوبہ جانور خرید سکتے ہیں۔ رابطہ: محمود احمد
ڈیبرٹری افسر کوٹ امیر شاہ۔ ۱۴/۲ دارالصدر شمالی، ربوہ